AL-HAYAT RESEARCH JOURNAL

AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore

HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y

ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print): 3006-4759

Volume 2 Issue 2 (Jan-Mar 2025)

مستشرقین کے سیرۃ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کی حقیقت

The Reality of the Orientalists' Objections to the Seerah of the Prophet Muhammad (PBUH)

Dr. Hafiz Khalil Ahmad Qadri
PhD in Islamic Studies, College of Shariah & Islamic Sciences, Minhaj University, Lahore,
Islamic Scholar and Educator, Teaching Dars-e-Niẓāmī syllabus at Jamia Hajveria since 1998
docterkhalilahmed@gmail.com

Abstract

This paper explores the reality of the objections raised by Orientalists regarding the Seerah (life and character) of Prophet Muhammad (PBUH). The Orientalists have systematically directed their intellectual, verbal, and practical resources against everything related to Islam, focusing particularly on the life and character of the Prophet. Despite the fact that the non-Muslim world of Makkah acknowledged Prophet Muhammad as *Al-Amin* (the trustworthy), the same people who were plotting to extinguish his light, later attempted to cast aspersions on his character. The paper highlights the absurdity and injustice of these attacks, especially given that the Prophet's lineage was praised by those who were otherwise hostile to him. The objections raised by the Orientalists are also critically analyzed. For instance, historian Edward Gibbon, known for his Western perspective, strongly criticized the attempts to discredit the Prophet's lineage, calling such efforts an unfounded accusation that only elevated the Prophet's stature further. The paper discusses how various Orientalist scholars, especially during the medieval period, presented an inaccurate and distorted image of the Prophet, portraying him in an unflattering and sometimes malicious manner. These accusations included allegations of deception, promiscuity, violence, and piracy—claims that have been widely refuted by scholars and historians. The study also divides the Orientalist approach to the Seerah into two distinct periods: the first during the Middle Ages, where early scholars like John of Damascus and Dante portrayed Prophet Muhammad as a fraud, and the second in the modern era, where scholars such as William Muir, Montgomery Watt, and others continued to challenge the Prophet's legitimacy as a divine messenger, offering interpretations that either questioned his prophetic experiences or presented him merely as a social reformer. This paper critically examines these perspectives and highlights the biases inherent in their approach, aiming to reveal the distortion of the Prophet's image and the reality behind these objections. Through a comprehensive examination of these critiques, the paper offers a counter-narrative that defends the true character and mission of Prophet Muhammad (PBUH), providing insight into how these Orientalist objections have been addressed and refuted by scholars over time.

Keywords: Orientalists, Seerah of Prophet Muhammad, Objections, Historical Criticism, Islamic Defense

تمہید: مستشرقین کا اسلام اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات ایک طویل اور پیچیدہ موضوع ہے جس پر مختلف ادوار میں متعدد فکری مباحثہ ہوا ہے۔ اسلامی تاریخ میں، خاص طور پر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر مستشرقین کی جانب سے اعتراضات والزامات ایک سنگین مسئلہ بن کر ابھرا ہے، جس کا مقصد نہ صرف اسلام کی حقیقت کو مسخ کرنا تھا بلکہ اس کی بنیادوں کو متزلزل کرنا بھی تھا۔ ان اعتراضات نے مسلمانوں کے عقیدہ اور ایمان کو چیلنج کیا، جس کا جواب علماء اسلام نے بڑے دلیری اور علم کی بنیاد پر

CC BY

دیا۔ مستشرقین کی سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید اور اعتراضات کی حقیقت کا جائزہ لینے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ان کی تاریخ اور ان کے مقاصد کو سمجھیں۔ مستشرقین کی پوری کوشش رہی کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو مشکوک اور غلط ثابت کیا جائے، تاکہ اسلام کے پیغام کو کمزور کیا جاسکے۔ ان کے اعتراضات اور الزامات کی نوعیت مختلف ادوار میں بدلتی رہی۔ ابتدائی طور پر، قرون وسطی کے مستشرقین نے پیغمبر اسلام کو ایک جھوٹا مدعی اور فریب کار کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی۔ ان میں سے کچھ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر انسانی خصوصیات کے ساتھ جوڑ کر، اسے اسلام کے اصولوں کے مخالف ثابت کرنے کی کوشش کی۔ بعد ازاں، جدید دور میں، مستشرقین نے نئے طریقوں سے پیغمبر اسلام کی شخصیت پر سوالات اٹھانے شروع کیے، جیسے ان کے معجزات، وحی کی حقیقت اور ان کی نبوت کی نوعیت پر مختلف قسم کی جرح کی گئی۔ تاہم، ان تمام اعتراضات کے باوجود، پیغمبر اسلام کی سیرت کی حقیقت کا دفاع ہمیشہ علماء اسلام کی جانب سے مضبوطی سے کیا گیا۔ یہ دفاع صرف سیرت کے واقعات کی درست ترجمانی پر مبنی نہیں بلکہ ان اعتراضات کا علمی اور فکری جواب دینے کی ایک مستند کوشش ہے۔ یہ مضمون مستشرقین کے ان اعتراضات کی حقیقت کو آشکار کرنے کی ایک کوشش ہے۔ اس میں یہ دکھایا گیاہے کہ کس طرح مستشرقین نے اپنی فکری صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مسخ کرنے کی کوشش کی، اور ان اعتراضات کا علمی رد کیسے کیا گیا۔ اس تحقیق میں ہم مستشرقین کے نقطہ نظر کا تجزیہ کریں گے اور ان کے مختلف ادوار میں اٹھائے گئے اعتراضات کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح کیا جائے گا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی حقیقت کو کس طرح زمانہ و مکاں کی حدود سے آزاد ہو کر دیکھا جانا چاہیے تاکہ اس کی سچائی اور عظمت کو درست طور پر تسلیم کیا جاسکے۔

مستشرقین کے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے اس مضمون میں مستند اسلامی اسکالرز کے اقوال اور تحقیق کا استعمال کیا جائے گا، تاکہ ایک جامع اور علمی طور پر مستند دفاع پیش کیا جاسکے۔ اس طرح یہ تحقیق نہ صرف مستشرقین کے اعتراضات کے رد میں ایک علمی اضافے کے طور پر سامنے آئے گی بلکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو بہتر طور پر سمجھنے اور پیش کرنے میں بھی مددگار ثابت ہوگی۔

تعارف

مستشرقین نے ہر اس چیز کے خلاف اپنی فکری، عملی، قولی، فعلی، ذہنی، قلبی صلاحتیں بروئے کار لائی ہیں جس جس کا تعلق ضوء اسلام سے تھا جو چیزیں قصر اسلام کی رونق وزینت کا باعث تھیں وہ اسی شدت کیساتھ مستشرقین کی فتنہ انگیزیوں کا نشانہ بنی۔

اسلام کا جو شعار مستشرقین کے حملوں کا خصوصی نشانہ بناوہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی سیرت طیبہ تھی جس ہستی کے حسن اخلاق اور حسن صداقت کو دیکھ کر سرزمین مکہ کی غیر مسلم دنیا صادق الامین کہنے پر مجبور ہوگئی لیکن افسوس جس ہستی کے حسب ونسب کی رفعتوں کی گواہی ان لوگوں نے دی تھی جو اسکی شمع حیات کو گل کرنے کی تدبیریں کر رہے تھے جس ہستی کے دامن سے وابستگی کو ان لوگوں نے سعادۃ عظمی سمجھا اور جن کی تلواریں مسلسل پندرہ بیس سال تک اسکے خلاف بے نیام رہی تھیں اس ہستی کے دامن اقدس پر دھبے تلاش کرنا جہاں حماقت کی کھلی تصویر ہے ساتھ ساتھ ظلم بھی ہے۔

مستشرقین کے سیرۃ مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کا انکشاف

گبن (Gibbon) مؤرخ کا تبصرہ بھی دیکھ لیں یہ وہ محقق تھا جسے سارا مغرب قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا وہ بھی دیگر مستشرقین کی طرح اسلام کے متعلق معاندانہ جذبات رکھتا تھا لیکن آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے سلسلہ نسب کو مشکوک بنانے کی جو کوشش دوسرے مستشرقین نے کی ہے وہ اس پر شدید الفاظ میں تنقید کرتے ہوئے لکھتا ہے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل کو حقیر اور عامیانہ ثابت کرنے کی کوشش عیسائیوں کی ایک غیر دانشمندانہ تہمت ہے جس سے انکے مخالف کا مقام بجائے گھٹنے کے مزید بڑھا ہے۔[1]

سیرت طیبہ کے حوالے سے استشراقی فکر

سیرت طیبہ کے حوالے سے استشراقی فکر میں آں جناب صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت سخت الزامات ملتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت وسیرت کو اس قدر افسانوی اور غیر حقیقت پسندانہ انداز سے پیش کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے کہ خود متعدد معروف مستشرقین مغرب کو آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کے انتہائی حد تک مسخ کرکے پیش کرنے کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں ان کے مطابق دنیا کے عظیم انسانوں میں سے کسی کی اس قدر مسخ شدہ تصویر پیش نہیں کی گئی جس قدر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی گئی عالم عیسائیت میں

OPEN ACCESS

صلیبی جنگوں سے بھی پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن اعظم اور تاریکی کے شہزادے کی شکل میں پیش کیا جاتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ دغاباز اور جھوٹا مدعی ثبوت قرار دیا گیا جنس پرستی، بد چلنی، خون آشامی اور قزاقی میں دیا ملوث دکھایا گیا۔

ادوار:

سیرت کے بارے میں کا مستشرقین کے نقطہ نظر اور رویوں کو دو ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے ذیل میں ہم ان کے بارے میں کچھ بحث کر رہیں۔

1. قرون وسطی کے مغربی اسکالرز کا موقف:۔

پہلا دور قرون وسطی کے مستشرقین کا ہے جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو جعل ساز مکار، فریبی، اور جھوٹا نبی تک قرار دیتے ہیں معاذ اللہ پہلے دور کا آغاز **پادری یوحناد مشقی** سے ہوتا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے بارے میں مستشرقین کے پہلے دور کا رویہ ایسا ہے کہ معاصر مغرب کو بھی اس پر افسوس ہے معروف مستشرق **ڈاکٹر فلپ کے ہٹی** نے اپنی کتاب **اسلام اینڈ دی ویسٹ** مطبوعہ ۱۹۶۲ء میں **اسلام ان ویسٹرن لیٹریچر**
کے نام سے باقاعدہ ایک باب باندھ کر اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں قرون وسطی کے مستشرقین کے بے ہودہ الزامات اور بے سروپا کہانیاں نقل کی ہیں۔
یوحناد مشقی وہ پہلا عیسائی عالم ہے کہ جس نے اسلام پر یہ طعن کیا کہ اسلام بت پرستی کی تعلیم دیتا ہے اور اس میں ایک چھوٹے رسول کی پرستش کی جاتی ہے اس کے بعد **دانتے** نے اپنی مشہور نظم خدائی کامیڈی میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلہ کو نوویں جہنم میں دکھایا ہے اسی طرح یہ کہانی بھی اہل مغرب میں صدیوں گردش کرتی رہی کہ پیغمبر اسلام کا تابوت زمین اور آسمان کے مابین معلق ہے معروف انگریز ادیب فرانسیس بیکن نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو عطائی قرار دیا تو سیور ڈوریر نے فرانسیسی میں محمد کا قرآن کے نام سے ترجمہ قرآن شائع کر کے اسے پیغمبر اسلام کی ذاتی تصنیف قرار دیا۔"

2. دور جدید کے مغربی اسکالرز کا موقف:

دوسے دور کا آغاز انیسویں صدی کے وسط سے ہوتا ہے ڈاکٹر محمد مہر علی نے دوسرے دور کا آغاز **تھامس کارلائل** کو قرار دیا اور اس کا تعلق کسی نوع کے نفسیاےی خلل سے قائم کر دیا گیا اور اس دور کو مغرب علمی اسلوب اور رویے کا نام دیتا ہے یہ بھی اپنے مقاصد کے اعتبار سے پہلے دور سے قطعاً مختلف نہیں ہے اس دور کے نامور مستشرقین کے نزدیک بھی پیغمبر اسلام نہ تو اللہ کے بھیجے ہوئے سچے رسول ہیں اور نہ ہی قرآن مجید کوئی آسمانی کتاب ہے ان میں سے بعض آپ کو مخلص گردانتے ہوئے خطائے حس قرار دیتے ہیں ان کے بقول پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے غار حراء میں امر واقعی میں کسی فرشتے یا جبرائیل علیہ السلام کو نہیں دیکھا تھا بلکہ مراقبوں کی کثرت کی وجہ سے آپ اس وہم میں مبتلا ہو گئے کہ آپ نے غار حراء میں کسی کو کو دیکھا ہے یا کسی نے وہاں سے آپ سے کچھ پڑھنے کو کہا ہے جبکہ مستشرقین کی ایک اور جماعت آپ کو محض ایک سماجی مصلح قرار دیتے ہوئے آپ کی تعریف میں رطب اللسان رہتی ہے یعنی وہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بہترین انسان یا اچھا قومی لیڈر ماننے کو تو تیار ہیں لیکن رسول یا نبی نہیں اس دور کے یہ سب مشرقین الگ الگ راگ الاپنے کے باوجود باوا اپنے مقصد میں یکسو ہیں اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبرانہ حیثیت کا انکار کرنا ہے۔
دوسرے دور کے مستشرقین میں ہمیں اسپر نگا، ولیم میور، صموئیل مارگولیتھ اور منٹگمری واٹ کے نام ملتے ہیں۔

اعتراضات وجوابات

پہلا اعتراض:

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو (نعوذ باللہ) مرگی کا مریض قرار دینے کی پلید سازش

یہ ذھن میں رکھیں قرون وسطی کے مستشرقین آپکی ذات اقدس پر کوئی الزام تراشنے کیلئے کسی بنیاد کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے لیکن عصر حاضر کے مہذب مستشرقین نے اس رویے میں تبدیلی کی ہے وہ آقا علیہ الصلوۃ وہ اسلام پر کوئی الزام لگانے اور اپنے کو مورد طعن بنانے کے لیے اسکی بنیاد چند چیزوں کو قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۱) قرآن کریم (۲) حدیث مبارکہ (۳) سیرت (۴) کتب تواریخ

اعتراض کے اسباب ووجوہ

مستشرقین نے جن واقعات سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے مرگی میں مبتلا ہونے کا سراغ لگایا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

وجہ اول:

OPEN ACCESS

CC BY

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ولادت سے قبل آپکی والدہ ماجدہ کا فرشتوں کو دیکھنا۔

وجہ دوئم:

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق فرشتوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ انور کو چاک کر دیا۔

وجہ سوئم:

حالت وحی میں آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی حالت کا متغیر ہونا۔

وجہ چہارم:

کفار مکہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنوں و ساحر کہنا۔

وجہ پنجم:

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سر اقدس پر بادل کو سایہ کناں دیکھنا ۔

اسباب مرگی کا تحقیقی جائزہ:

مذکورہ واقعات خمسہ میں سے کوئی واقعہ ایسا نہیں جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام مرگی کے مریض تھے لیکن سپر نگر نے حضرت مخدومہ کائنات سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کے ملائکہ کو دیکھنے کو مرگی کا مرض سمجھا اور اس کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا موروثی مرض قرار دیا۔

علامہ محمد احسان الحق سلیمانی کی تحقیق کی روشنی میں مستشرقین کو عمدہ جواب:

حضرت آمنہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی والدہ ماجدہ نے اپنے رؤیا میں فرشتوں کو دیکھا جو انہیں احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش خبری دینے اور آپ کا نام تجویز کرنے آئے تھے سپر نگر، جو عقل خام کا غلام اور حسد کا مارا تھا یہ کہہ اٹھا کہ فرشتوں نے بشارت کیا دینی تھی حقیقت میں حضرت آمنہ کو ضعیف دماغ اور صرع (مرگی) کی بیماری تھی۔[۲]

جوابات:

حالت وحی میں آقا علیہ الصلوۃ والسلام پر ہیبت کا طاری ہونا ایک قدرتی بات تھی کلام الٰہی کوئی معمولی چیز نہ تھی، قرین قیاس بھی یہی بات تھی کہ بندے کے دل پر جب خدا کا کلام نازل ہوتا تو وہ کانپنا جلال خداوندی کے سبب تھا حیرت کی بات تو یہ تھی کہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام پر کلام خداوندی نازل ہوتا اور آپکی حالت میں کسی قسم کی تبدیلی کو آثار نظر نہ آئے۔

مستشرقین سے اھل اسلام کا استفسار اور الزامی جواب:

ہم مستشرقین سے پوچھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تجلی طور پہاڑ پر پڑی تھی اور حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کوہ طور کی طرف دیکھ کر بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے مستشرقین نے حضرت موسیٰ علیہ اسلام کی اس حالت کو کبھی بھی دورہ مرگی سے تعبیر نہیں کیا حالانکہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام تو حالت میں نہیں گرتے تھے اور نہ کبھی بے ہوش ہوئے تھے حالانکہ آپ پر نزول وحی تقریباً سات طریقوں سے ہوتا تھا اور وحی کی سب سے سخت مشکل آپکو گھنٹی کی آواز کی طرح سنائی دیتی تھی وحی کی اس حالت میں آپکو جس قسم کی صورت سے واسطہ پڑتا تھا وہ یہ تھی کہ سخت سردی کے موسم میں بھی آپکی پیشانی مبارک سے پسینے کے قطرے ٹپکتے تھے اور اگر آپ کسی اونٹنی پر سوار ہوتے وہ بوجھ کی متحمل نہ ہو سکتی بلکہ گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتی تھی ایک دفعہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ران حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ران پر تھی آپ کو یوں محسوس ہونے لگا گویا کہ انکی ران ٹوٹ رہی ہے ہیں[۳]

ڈاکٹر ولیم میور کا نظریہ مرگی کے تعارض کا ثبوت:

جیسا کہ آپ نے پڑھ لیا کہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام پر مرگی کے مریض ہونے کے الزام لگانے والوں میں ولیم میور پیش پیش ہے لیکن دوسری طرف وہ اپنی ہی تصنیف میں یہ بات بھی تسلیم کرتا ہے کہ آپ ساری زندگی صحت رہے لکھتا ہے۔

حلیمہ نے بچے کا دودھ چھڑایا اور اسے واپس آمنہ کے پاس لے گئی بچے کو صحت مند دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئیں، اور حلیمہ سے کہا۔ حلیمہ سے کہا تم بچے کو واپس اپنے ساتھ لے جاؤ کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ مکہ کی غیر صحت بخش فضا میں بچے کی صحت پر اثر نہ پڑے"

ولیم میور ایک اور مقام پر بھی لکھتا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم سوائے ایک بار کے اپنی زندگی میں کبھی سخت میں بیماری میں مبتلا نہیں ہوئے۔[۴]

OPEN ACCESS

مستشرقین کا دوسرا اعتراض:

مستشرقین کا یہ بھی اعتراض ہے کہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے زمانہ جاہلیت کی کئی شرکانہ رسوم کو باقی رکھنے کا سبب مصلحت اندیشی تھا سفید جھوٹ ہے۔

جواب :

یہ غلط اور جھوٹی نسبت ہے اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو جھوٹی نسبت میری طرف کرے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔

لہذا یہ بھی جھوٹا الزام ہے در حقیقت آپ نے ہر وہ چیز اور ہر وہ اسم اور ہر وہ سماجی قدر جس کا شرک سے دور کا بھی واسطہ تھا آپ نے اسکو ختم کر دیا تھا اسمیں شک نہیں کہ خانہ کعبہ سے مشرکین مکہ کو انتہائی عقیدت تھی اور حج کی رسوم بھی ان کو مرغوب تھیں لیکن وہ پتھر جنہیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیا تھا ان پتھروں سے انکی عقیدت خانہ کعبہ سے بھی کہیں زیادہ تھی اگر آقا علیہ الصلوۃ والسلام مصلحت اندیشی سے بالفرض کام لیتے تو بتوں کے خلاف ایک لفظ بھی اپنی زبان ثبوت پر نہ لاتے.

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے زمانہ جاہلیت کی صرف انہیں رسموں اور معمولات میں سے صرف اپنی چیزوں کو برقرار رکھا جنکا شرک کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا خانہ کعبہ کو حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام نے خدائے واحد کی عبادت کیلئے تعمیر کیا تھا چشمہ زمزم فرزند خلیل اور انکی عظیم والدہ کے ایثار کا انعام تھا حج کے تمام مناسک کا آغاز حضرت ابراھیم علیہ السلام سے ھوا، انہیں تعمیر کعبہ کی سعادت حاصل ہونے کے بعد حکم ملا تھا کہ وہ لوگوں کو حج بیت اللہ کے لئے ندا دیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسک حج کو قائم رکھ کے سنت ابراہیمی کو زندہ رکھا تھا جو رسوم مشرکین نے خود گھڑ کے انکو حج کا حصہ بنایا تھا آپ نے ان تمام رسوم کو ختم کر دیا تھا شرک کو ختم کرنے کے لئے خانہ کعبہ کو تین سو ساٹھ 360 بتوں سے پاک کرنا ضروری تھا۔

مستشرقین کا تیسرا اعتراض

تعداد ازواج کے خلاف مستشرقین کا واویلا

مستشرقین کو یہ بات بھی بری محسوس ہوتی تھی کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی امت کیلئے تو بیویوں کی تعداد چار مقرر کر دی تھی لیکن آپ نے خود اس پابندی کو قبول نہ کیا، اور نو یا گیارہ عورتوں سے شادی کر لی اس لیے مستشرقین یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ نے اپنی خواہشات کی تسکین کیلئے کے بیویوں کی تعداد کی اس حد کو نظر انداز کر دیا تھا اور پھر اپنی اس خواہش پرستی کو جواز مہیا کرنے کیلئے وحی کا سہارا لیا اور یہ دعوی کیا کہ آپکو اللہ تعالی کی طرف سے خصوصی اجازت ملی ہے کہ آپ جتنی عورتوں سے چاہیں شادی کر لیں۔

جوابات اور علمی عقلی تحقیقی محاسبہ:

اگر ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے پر کسی انسان کے خلاف جنس پرستی کا الزام لگتا ہے تو یہ الزام آپ پر نہیں بلکہ تاریخ انسانی کے ان تمام کرداروں پر لگتا ہے اور لگنا چاہیے جنہوں نے ایک سے زیادہ عورتوں کو اپنی زوجیت میں جمع کیا تھا نیز دنیا کے تمام مذاہب میں تعداد ازواج کا رواج تھا ان مذاہب کی نظروں میں محترم ہستیاں خود اس پر کاربند تھیں اور اسکی وجہ سے ان کے تقدس میں کوئی نہیں آیا تھا۔

ہندومت اور تعدد ازواج کی کئی مثالیں

مثال کے طور ر ہندومت کو لیجئے اس مذہب کے اکابر کی کئی کئی بیویاں تھیں۔

1) سری رام چندر جی کے والد مہاراجہ دسرت کی تین بیویاں ہیں
2) سری کرشن جی کے جو اوتاروں میں شمار ہوتے ہیں سینکڑوں بیویاں تھیں۔
3) سری کرشن جی کی بیویوں کے علاوہ پانڈوؤں کے جد اعلی پانڈو کی دو بیویاں تھیں۔
4) راجہ ستنتن شدن کی دو بیویاں تھیں۔
5) بچھتر اایرج کی دو بیویاں تھیں اور ایک لونڈی بھی تھی ۔[۵]

سابقہ انبیائے کرام سے تعدد ازواج کی امثلہ

یہود و نصاری کی الہامی کتابیں ہمیں خود بتاتی ہیں کہ

1. حضرت ابراھیم علیہ السلام کی تین بیویاں تھیں۔
2. حضرت یعقوب علیہ السلام کی چار بیویاں تھیں۔

OPEN ACCESS

3. حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی چار بیویاں تھیں۔
4. حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق بائبل ہمیں بتاتی ہے کہ سات سو بیویاں اور تین سو لونڈیاں تھیں۔
5. حضرت داؤد علیہ السلام کی نو بیویوں دس حرموں اور انکے علاوہ کچھ اور حرموں اور جواؤوں کا ذکر ملتا ہے۔(٦)

مستشرقین کا چوتھا اعتراض

حضور کے سماجی مقام مقام کو کم کرنے کی کوششیں

مستشرقین سوچتے ہیں کہ اگر وہ حضور کی خاندانی عظمت کو گھٹا کر پیش کریں گے تو ان لوگوں کی نظروں میں آپ کا مقام گھٹے گا جن کے نزدیک صرف اور صرف نسل ہی معیار عظمت ہے اور اگر وہ آپ کو مادی طور پر کمزور، بے آسرا، اور احساس محرومی کا شکار ثابت کریں گے۔

جواب :

حقیقت تو یہ ہے کہ نسلی لحاظ سے دنیا کا کوئی انسان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مدمقابل نہ تھا لیکن اس کے باوجود آپ نے نسل کو کبھی انسانوں کے لئے وجہ عظمت قرار نہیں دیا۔ حضور نے ایک یتیم کی حیثیت سے جنم لیا تھا عیال دار چچا کے گھر میں غربت کی زندگی کا تجربہ بھی کیا تھا لیکن حضرت خدیجہ الکبری سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد غریبی آپ کی مجبوری نہ رہی تھی بلکہ آپ نے اپنی مرضی سے فقر کی زندگی کو اپنے لئے منتخب فرمایا تھا آپ کی حیات طیبہ کا وہ دور جب مسجد نبوی میں آپ کے دست اقدس سے دولت کے انبار تقسیم ہوتے تھے اس وقت بھی آپ نے اپنے کاشانہ اقدس کے لئے فقر اور قناعت کی دولت کو ہی منتخب فرمایا تھا نہ نسل آپ کی کمزوری تھی اور نہ غربت آپ کی مجبوری تھی لیکن اس کے باوجود آپ نے نسل اور دولت کی بنیاد پر قائم ہونے والے امتیازات کے خلاف نعرہ بلند کیا آپ نے اعلان کیا کہ انسانی معاشرے میں نہ نسل وجہ امتیاز قرار پا سکتی ہے اور نہ دولت بلکہ انسانی معاشرے میں زیادہ باعزت وہی ہے جس میں انسانی خوبیاں دوسرے انسانوں کی نسبت زیادہ ہوں ابو لہب اور ابو جہل جیسے لوگ جن وجوہات کی بنا پر حضور کے مخالف ہوئے تھے ان میں ایک بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ یہ بات گوارا نہیں کر سکتے تھے کہ ایک قریشی کو ایک حبشی کے برابر قرار دیا جائے یا ایک متمول سردار کو ایک غلام کے برابر بٹھا دیا جائے۔

ٹار انڈرائے نے حضور کے سماجی مقام کے متعلق حقیقت شناسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے متعلق صرف اتنی بات یقینی ہے کہ آپ ایک معزز مگر غریب خاندان سے تعلق رکھتے تھے آغاز حیات ہی میں شفقت پدری سے محروم تھے اور آپ کی پرورش ایک غریب گھر میں ہوئی تھی لیکن بعد میں رشتہ ازدواج کے ذریعے آپ نے معاشی خوش حالی حاصل کر لی تھی۔"

مستشرقین کا پانچواں اعتراض دین اور تلوار

جو لوگ تلوار کے استعمال کی وجہ سے اسلام پر تشدد پسندی کا الزام لگاتے ہیں وہ خود تلوار کو شجر ممنوعہ نہیں سمجھتے بلکہ ان کے اکثر قومی ہیرو وہی ہیں جن کو تلوار استعمال کرنے کے فن میں کمال حاصل تھا وہ صرف یہ کہہ کر اسلام کے خلاف یک طرفہ ڈگری جاری کرتے ہیں کہ دنیوی معاملات میں تو تلوار کا استعمال ناگزیر ہے لیکن دین کے حوالے سے تلوار کے استعمال کو جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

جواب :

اسلام ایک دین ہے اور دین کا تعلق انسانی زندگی کے ہر شعبہ سے ہوتا ہے دین کو صرف چند عبادات اور فرد کے روحانی تجربات تک محدود رکھنا اور زندگی کے باقی معاملات سے دین کو خارج کر دینا الحاد ہی کی ایک قسم ہے اسلام کے نزدیک دینی زندگی اور دنیوی زندگی کی تفریق کا کوئی تصور موجود نہیں ہے اسلام انسانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر شعبے کے متعلق ہدایات مہیا کرتا ہے ان ہدایات پر ایمان لا کر ان کے مطابق زندگی گزارنا دینداری ہے اور ان کا انکار کرنا یا ان کو نظر انداز کرنا لادینیت ہے تلوار کا استعمال اگر دین کی تعلیمات کے مطابق ہے تو وہ دینداری کے زمرے میں داخل ہے۔ اور اگر اس کا استعمال دین کی تعلیمات کے خلاف ہے تو یہ دین کی مخالفت ہے اس کائنات میں حق و باطل کی آویزش روز اول سے جاری ہے دونوں قوتیں اپنے حریف کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتی ہے نظریات اور مفادات کے تصادم کے سبب افراد اور اقوام ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں اور اپنے مدمقابل کو شکست دینے کے لئے ہر حربہ استعمال کرتے ہیں اس ہمہ گیر آویزش کے دوران کسی فرد یا جماعت کو تلوار کے استعمال سے روک دینا اس کو زندگی کے حق سے محروم کرنے کے مترادف ہے تلوار کا استعمال ظلم ہے یا انصاف؟ اس کا فیصلہ صرف کسی شخص کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کا فیصلہ

CC BY

کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے یہ دیکھا جائے کہ جس شخص نے تلوار اٹھار کھی ہے اس نے یہ تلوار کسی دوسرے شخص کی آزادیوں کو چھیننے کے لئے استعمال کی ہے یا اس نے اپنے حقوق کی طرف اٹھنے والے دست تعدی کو روکنے کے لئے تلوار کا سہارا لیا ہے اگر کسی شخص نے دوسروں کو حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے تلوار اٹھائی ہے تو وہ ظالم ہے اور اگر کسی نے تلوار اس لئے اٹھائی ہے کہ مظالم کے ظلم کا راستہ روک سکے تو ایسا شخص نہ صرف حق پر ہے بلکہ ایسا شخص تو معاشرے کے ان تمام کمزور افراد کے لئے فرشتہ رحمت بن جاتا ہے جو ظالم کے دست تعدی کو روکنے کے قابل نہیں ہوتے کسی کو بزور شمشیر مسلمان بنانے کی کوشش سے مسلمانوں کو نہ کوئی مذہبی فائدہ تھا نہ سیاسی فائدہ تھا اور نہ ہی اس طریقے سے ان کے سماجی مسائل حل ہو سکتے تھے اسلام دین حکمت ہے اور وہ کسی بے مقصد کام کا حکم نہیں دے سکتا، اسی لئے اسلام نے اپنے پیروکاروں کو واضح ہدایات دیں کہ وہ کسی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہ کریں قرآن حکیم نے انتہائی واضح الفاظ میں مسلمانوں کو حکم دیا

لا اکراہ فی الدین قد تبین الله شد من الغی

کوئی زبردستی نہیں ہے دین میں بے شک ہو گئی ہے ہدایت گمراہی سے۔

مستشرقین کا چھٹا اعتراض

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام اور آپ کی کامیابیوں کی مادی توجیہات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے ایک دعوت پیش کی آپ نے لوگوں کو بتایا کہ اللہ تعالی نے ساری نسل انسانی کی راہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا ہے آپ نے لوگوں کو ان کے عقائد، فکر، عمل اور رسم ورواج کی کوتاہیوں سے آگاہ کیا اور ان کے بدلے میں ان کے سامنے صحیح عقائد واعمال کو پیش کیا حضور نے رسول ہونے کا دعوی کیا مستشرقین نے اس دعوی کا انکار کیا اور کرتے ہیں،

جواب:

یہاں ایک بات خصوصی طور پر ذہن نشین رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور اس کی کامیابی کی مادی توجیہیں کرنے کی ضرورت وہی مستشرقین محسوس کرتے ہیں جنہوں نے موضوعیت کے ساتھ ساتھ انصاف پسندی کا لبادہ بھی اوڑھ رکھا ہے ورنہ قرون وسطی کے مستشرقین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو کچھ لکھتے تھے اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت محسوس نہ کرتے تھے۔ جس مستشرق نے حضور کے متعلق یہ مفروضہ تراشا تھا کہ ایک کبوتر آپ کے کان پر آکر بیٹھتا تھا اور آپ لوگوں کو یہ تاثر دیتے تھے کہ فرشتہ وحی لے کر آیا ہے اس مستشرق سے کسی نے پوچھا تھا کہ تمہاری اس کہانی کی صداقت ثبوت کیا ہے تو اس نے جواب دیا تھا کہ میرے پائیں اس کہانی کے سچ ہونے کا کوئی ثبوت نہیں اور مجھے اس قسم کے کسی ثبوت کی ضرورت بھی نہیں۔ اس قسم کے مستشرقین تو یہ سمجھتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ سراپا برائی ہیں اور وہ آپ کے خلاف جو چاہیں لکھیں انہیں اس کا حق پہنچتا ہے۔

متاخر مستشرقین اس قسم کی ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی کا رویہ اختیار کرنے کی پوزیشن میں نہ تھے سائنس کی ترقی نے فاصلے مٹا دیئے تھے اسلام کی حقیقی تعلیمات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے متعلق صحیح معلومات ہر طرف پھیل رہی تھیں جو لوگ پہلے صرف مستشرقین کی تحریروں سے اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرتے تھے اب وہ دیگر ذرائع سے بھی اسلامی معلومات حاصل کرنے کی پوزیشن میں تھے یہی وجہ ہے کہ متاخر مستشرقین نے پرانے رویوں کو بدلنے کی ضرورت شدت سے محسوس کی۔ وہ یہ تو نہیں چاہتے تھے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کریں لیکن آپ کی حیات طیبہ کے محیر العقول کارناموں کا انکار ان کے لئے ممکن نہ تھا وہ تاریخ کا حصہ بن چکے تھے اور کئی صدیوں کی انسانی تاریخ کے صفحہ صفحے پر جلی حروف میں رقم تھے۔

بڑی عجیب بات ہے ولیم میور ایک طرف تو یہ کہتا ہے کہ اسلام نے عربوں کو بت پرستی سے توحید کی طرف لانے کی کوشش کی اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے۔ کہ اسلام عقائد عربی الاصل تھے عرب تو مشرک تھے بتوں کی پوجا کرتے تھے انہوں نے خانہ خدا میں تین سو ساٹھ بن سجار کھے تھے توحید کا عقیدہ ان کے لئے مقامی عقیدہ کیسے بن گیا؟ کیا توحید اور بت پرستی ایک ہی چیز نے دو نام ہیں؟

یقیناً ولیم میور کے نزدیک اس قسم کے اجتماع ضدین کی گنجائش ہو گی کیونکہ وہ عیسائی ہیں اور عیسائیوں کی توحید اور تثلیث میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ ان کے حساب میں ایک اور تین برابر ہوتے ہیں اور وہ تین خداؤں پر ایمان لاکر بھی توحید پرست رہ سکتے ہیں

حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں کی سنگلاخ زمین میں یہودیت اور عیسائیت توحید کا بیج نہ بو سکی تھی دلوں کی ان زمینوں میں توحید کا بیج بونا اور اسے ایک قد آور درخت بنانا اسلام کی قوت اور تاثیر کی ایک ناقابل تردید دلیل تھی لیکن ولیم میور نے اسے حق میں استعمال کرنے کی کوشش کی اسلام کے عقائد اور احکام عربوں کے عقائد اور معمولات کے موافق نہ

OPEN ACCESS

تھے بلکہ ان سے متصادم تھے عرب بتوں کے سامنے سجدہ ریز ہوتے تھے اور اسلام بت شکنی کی تعلیم لے کر آیا تھا عرب دین آباد پر فخر کرتے تھے اسلام نے ان کے اس فخر کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں عربوں کے ہاں خاندانی شرافت ہی سب کچھ تھی اسلام نے آکر نعرہ لگایا کہ شعوب قبائل کو محض تعارف کے لئے ہیں عزت وعظمت کا دارو مدار تو تقویٰ پر ہے بے ایمان اور بے عمل قریشی ایک ایماندار اور صاحب عمل حبشی کی خاک پا کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتا عرب تو قانون کی پابندی کو غلامی کے مترادف سمجھتے تھے اسلام نے قانون کی حکمرانی کا نعرہ لگایا۔

اسلام کے عقائد واحکام عربوں کے لئے مانوس نہ تھے بلکہ اسلام کا ہر عقیدہ ان کے لئے حیران کن تھا یہ بات ان کی سمجھ سے بالاتر تھی کہ اللہ تعالی کسی انسان کو دوسرے انسانوں کی راہنمائی کے لئے بھیج سکتا ہے وہ بار بار حیرت سے پوچھتے تھے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ انسان جب قبر میں گل سڑ کر مٹی ہو جائیگا تو اسے دوبارہ زندہ کر دیا جائے گا توحید در حالت، آخرت اور جزاء سزا کے عقائد جو اسلام کی دعوت کے بنیادی ستون تھے وہ عربوں کے لیے نہ صرف اجنبی تھے بلکہ ناقابل فہم بھی تھے اسی لئے انہوں نے ان عقائد کو ناقابل قبول سمجھ کر ابتدا میں مسترد کر دیا تھا لیکن مستشرقین کہتے ہیں کہ اسلام اس لئے کامیاب ہوا کہ کے عقائد واحکام عربوں کے لئے نئے نہ تھے۔

مستشرقین کا ساتواں اعتراض

مستشرقین کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک اعتراض یہ تھا کہ آپ خدا کی طرف سے اپنے اوپر وحی نازل ہونے کا دعوی کرتے ہیں لیکن اگر وحی کو نازل ہونا ہی تھا تو کسی دولت مند اور امیر آدمی پر نازل ہوتی یتیم عبداللہ پر وحی نازل ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب:

قرآن حکیم نے مشرکین کے اس اعتراض کا ذکر ان الفاظ رد میں کیا ہے

و قالُوا لولا نزل هذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عظيم(سورة الزخرف : (31)

اور کہنے لگے کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن کسی ایسے آدمی پر جو دو شہروں میں بڑا ہے۔

اس آیت میں اس قارونی ذہنیت کو بیان کیا گیا ہے جو دولت کو ہی سب کچھ سمجھتی ہے **منٹگمری واٹ** نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض کرنے الے مشرکین کو ان اسرائیلیوں سے تشبیہ دی ہے جنھوں نے طالوت کے بادشاہ مقرر کئے جانے پر اعتراض کیا تھا[۷]

مشرکین کے اس اعتراض پر اللہ تعالیٰ نے خود اپنے حبیب کی طرف سے یہ جواب دیا تھا۔

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ-نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا-وَ رَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ)وَ لَوْ لَاۤ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّ مَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ(33)وَ لِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّ سُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـٴُـوْنَ(34)وَ زُخْرُفًا-وَ اِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا-وَ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ (زخرف ۳۲۔۳۵)

ترجمہ کیا وہ بانٹتے ہیں آپ کے رب کی رحمت کو ہم نے خود تقسیم کیا ہے ان کے درمیان سامان زیست کو اس دنیوی زندگی میں اور ہم نے ہی بلند کیا ہے بعض کو بعض پر مراتب میں تاکہ وہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں اور آپ کے رب کی رحمت (خاص) بہت بہتر ہے اس سے جو وہ جمع کرتے ہیں اور اگر یہ خیال نہ ہو تا کہ سب لوگ ایک امت بن جائیں گے تو ہم بنا دیتے ان کے لیے جو انکار کرتے ہیں رحمن کا ان کے مکانوں کے لئے چھتیں چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر وہ چڑھتے ہیں وہ بھی چاندی کی) اور ان کے گھروں کے دروازے بھی چاندی کے اور وہ تخت جن پر وہ تکیہ لگاتے ہیں وہ بھی چاندی اور سونے اور یہ سب سنہری روپلی) چیزیں دنیوی زندگی کا سامان ہے اور آخرت کی عزت وکامیابی) آپ کے رب کے نزدیک پرمیز گاروں کے لئے ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت کے اتنے ناقابل تردید دلائل موجود ہونے کے باوجود جو لوگ آپ کے سماجی مقام کو کم دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ان کے دل مریض ہیں اور ان کے دلوں کا مرض،بغض رسول کی شکل میں ان کی زبان اور نوک قلم سے ٹپک پڑتا ہے لیکن جیسے عظمتیں عطا کرنے والا خداوند قدعس ہے اس کے مقام کو کون کم کر سکتا ہے جسے خدا نے حکمتیں تقسیم کرنے کے لئے پیدا فرمایا ہے کس کی مجال ہے کہ خود اس کو عظمتوں سے محروم کر دے ڈانٹے اور والٹئیر سے لے ولیم میور اور سلمان رشدی تک مستشرقین اور ان کے شاگردوں نے ہمیں آفتاب عظمت سے زمین اس کی کرنیں چھیننے کی کتنی کوششیں کی ہیں لیکن ان کوششوں کے باوجود آج بھی عظمت مصطفوی کا آفتاب نصف النہار پر چمک رہا ہے اور کیوں نہ چمکے خود خالق کائنات نے فرمایا ہے۔

ورَفَعنا لك ذكرك

اور ہم نے آپ کے لئے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا۔(سورۃ الانشراح:(4)

OPEN ACCESS

CC BY

اور اس آفتاب کی تنویرات میں مسلسل اضافہ ہوتا رہے گا اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ وعدہ خداوندی ہے۔

والآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الأولى

اور یقیناً ہر آنے والی گھڑی آپ کے لئے پہلی سے (اور جہا) بہتر (سورۃ الضحی:4)

مستشرقین کا آٹھواں اعتراض

اپنی رسالت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان کو مشکوک ثابت کرنے کی کوششیں

کسی مستشرقین جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے ان گنت کارناموں کو دیکھتے ہوئے بھی آپ پر مرگی زدہ ہونے کا الزام لگا سکتے ہیں کارناموں کو دیکھتے ہوان کے لیے یہ مشکل نہیں کہ وہ آپ پر یہ الزام لگائیں کہ ابتدا میں آپ کو اپنے مشن کی صداقت کا یقین نہ تھا یا یہ کہ آپ نے بارہا حالات کی سختی سے تنگ آکر خودکشی کرنے کی کوشش کی۔

جواب:

1. حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب جبریل امین غار حراء میں تشریف لائے اور آپ پر قرآن حکیم کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں تو اس نئے تجربے سے آپ پر خوف کے آثار طاری ہوئے اور آپ نے حضرت خدیجۃ الکبری سے یہ حملہ کہا، مجھے اپنی جان کا خوف لاحق ہو گیا ہے۔
2. قرآن حکیم کی ابتدائی آیات نازل ہونے پر حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو تورات وانجیل کے عالم تھے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سن کر آپ کو یقین دہانی کرائی کہ آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے عظیم انسان رسول ہیں اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کے ذمے جو کام لگاتا ہے وہ کام مشکل ترین ہوتا ہے اس لئے بارگاہ خداوندی سے جن نفوس قدسیہ کے سروں پر رسالت و نبوت کا تاج سجایا جاتا ہے انہیں صبر، استقامت، عزیمت، اور یقین کی وہ بے پناہ قوت عطا ہوتی ہیں جن کا دوسرے انسان تصور بھی نہیں کر سکتے۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف ہی آپ کے ایمان کے حوالے سے کر دیا ہے اور دوسرے لوگوں کو آپ کی پیروی کا حکم دیا ہے ارشاد خداوندی ہے۔

فامنوا باللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ با الله وكلمته لعلكم تهتدون

پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر جو نبی امی ہے جو جو د ایمان لایا ہے اللہ پر اور اس کے کلام پر اور تم پیروی کرو اس کی تا کہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔

مستشرقین کا نواں اعتراض:

حضور ﷺ کے اخلاق و کردار پر حملے

مستشرقین کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں دیگر خوبیاں تو نظر آتی ہیں لیکن ان کو آپ کی ذات میں حسن خلق کی خوبی کہیں نظر نہیں آتی وہ آپ کے متعلق عجیب قسم کے خیالات کا اظہار کرتے ہیں مستشرقین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو عمدہ نہیں مانتے۔

جواب :

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث فرمایا اس مقصد کیلئے آپ کی خصوصی تربیت فرمائی اور آپ کو قرآن حکیم جیسی عظیم کتاب عطا فرمائی جو محاسن اوصاف اور مکارم اخلاق کا مرقع ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ کو قرآن کریم کی اخلاقی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالا اور پھر قرآن کریم اور اپنی حیات طیبہ کو بطور نمونہ بنی نوع انسان کے سامنے پیش کر دیا۔

وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ

اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں (سورۃ القلم:-4-)

یوں تو یہ ایک چھوٹا سا جملہ ہے لیکن اس میں کلام خداوندی کا جلال و جمال اپنے پورے جوبن پر نظر آ رہا ہے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کی ان گنت خوبیوں کی تعبیر کیلئے جو لفظ استعمال کیا ہے وہ لفظ خلق ہے۔

امام رازی خلق کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

الخلق مَلَكَ نَفْسَانِيَةِ يَسْهُلُ عَلَى الْمُتَصِفِ بِهَالا تيانُ بِالأَفْعَالِ الْجَمِيلَةِ

یعنی خلق نفس کے اس ملکہ اور استعداد کو کہتے ہیں کہ جس میں وہ پایا جائے۔ اس کے لئے افعال جمیلہ اور خصائل حمیدہ پر عمل پیرا ہونا آسان اور سہل ہو جائے۔

CC BY

خلق کا لفظ ہی اپنے اندر بے پناہ معنویت رکھتا ہے اور یہی ایک لفظ اس حقیقت کے اظہار کے لئے کافی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ ملکہ عطا فرمایا ہے جس کی مدد سے آپ ہر اس کام کو انتہائی آسانی سے سرانجام دے سکتے ہیں جو خیر کے زمرے میں آتا ہو جسے عقل سلیم عمدہ کھتی ہو یا جس کی وجہ سے انسان کا خدا اور مخلوق خدا کی نظر میں مقام بلند ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کے تعارف کے لئے اس لفظ خلق کو بھی عظیم کی صفت سے موصوف فرمایا ہے اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ کردار مصطفی کو بیان کرنے کے لئے جو ترکیب استعمال فرمائی ہے اس کی شان ہی نرالی ہے یہ نہیں فرمایا

انک لعلی خلق عظیم

شک آپ عظیم انسان خلق کے مالک ہیں یعنی اخلاق حمیدہ

اور اعمال پسندیدہ زیادہ آپ کے زیر فرمان ہیں آپ اپنی مرضی سے انہیں استعمال کرتے ہیں، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا

بُعِثْتُ لاتمم حُسْنُ الاَخْلَاقِ

میں اس لئے مبعوث ہوا ہوں تاکہ مکارم اخلاق کی تکمیل کروں[۸]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ قرآن حکیم کی اخلاقی تعلیمات کی عملی تصویر تھی آپ کی رفیقہ حیات کو آپ کے کردار کے آئینے میں قرآن حکیم کی اخلاقی تعلیمات کا حسن نظر آیا اور طویل عرصہ آپ کی خدمت کی سعادت حاصل کرنے والے خادم نے بھی آپ کے اخلاق کی بلندی کی شہادت دی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

میں نے لگاتار دس سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کبھی اف تک نہیں کیا جو کام میں نے نہیں کیا اس کے متعلق کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا ہے اور جو کام میں نے نہیں کیا اس کے متعلق کبھی نہیں پوچھا کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا حضور صلی اللہ علیہ وعلیہ حسن و جمال میں بھی تمام لوگوں سے برتر تھے میں نے کسی اطلس یا ریشم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم نہیں بایا کوئی مشک، کوئی عطر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینے سے زیادہ خوشبودار میں نے نہیں سونگھا۔[۹]

حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہما نے تو حضور صلی اللہ علیہ ومسلم کی معیت کی سعادت اس وقت حاصل کی تھی جب آپ اپنی پیغمبرانہ ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں مصروف تھے اور دنیا آپ کو محمد بن عبداللہ کی بجائے محمد رسول اللہ کے نام سے جانتی تھی لیکن اس سے طویل عرصہ پہلے جب آپ پر نزول وحی کا آغاز ہوا تھا تو آپ کی مونس و غم خوار اور محرم راز رفیقہ حیات نے یہ کہہ کر آپ کے حسن اخلاق کی تصدیق کی تھی.

فقالت خديجةُ كلا و اللهِ مَا يخزِ يكَ اللهُ أَبَدًا إِنَّكَ لتصل الرحم وَتَحْمِلُ الْكلِ وَالكسب الْمَعْدُومُ و تقرى الضيف وَتَعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِ

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے اظہار اضطراب پر عرض کیا ہرگز نہیں خدا کی قسم اللہ تعالیٰ کبھی آپ کو بے آبرو نہیں کرے گا آپ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں کمزوروں اور ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں جو مفلس ونادار ہو اس کو اپنی نیک کمائی سے حصہ دیتے ہیں مہمان کی مہمانی نوازی کرتے ہیں حق کی وجہ سے کسی پر کوئی کوئی مصیبت آجائے تو آپ اس کی مدد اور دستگیری، مدد فرماتے ہیں۔[۱۰]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق کے زیور سے آراستہ ہونے کی شہادت، آپ کی حیات طیبہ میں آپ کے سب سے زیادہ قریب رہنے والی ہستیاں دے رہی ہیں یہ شہادت دینے والی ایک طرف آپ کی دو عظیم ازواج مطہرات ہیں اور دوسری طرف دس سال آپ کی خدمت کی سعادت سے مشرف ہونے والے آپ کے خادم ہیں ان شہادتوں کے اور آپ کے اخلاق میں کپڑے نکالنے کی سعی نامسعود وہی شخص کر سکتا ہے جس کا دل مریض ہو اور اسے لوگوں کے پروپیگنڈے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا پاکیزہ دامن نہ پہلے میلا ہوا ہے اور نہ ہی انشاءاللہ آئندہ اس کی تابناکیوں میں کوئی فرق آئے گا۔

مستشرقین کا دسواں اعتراض

ایلائیس سپرنگا کا کہنا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم توہم پرستی میں مبتلا تھے وہ جنات پر یقین رکھتے تھے فال نکالتے تھے اور جھاڑ پھونک کرتے تھے سپرنگا قرآن مجید کی آیت وَوَجدَكَ ضا لا فهدى کا حوالہ دیتے ہوئے کہتا ہے کہ پیغمبر اسلام اپنے دعوائے نبوت سے پہلے بتوں کی عبادت کرتے تھے۔

جواب :

CC BY

ہماراجواب یہ ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ میں کوئی ایسی بات نقل نہیں ہوتی ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ عبتوں کی عبادت کرتے تھے اس کی ایک تفسیر جو اہل علم کی ایک جماعت نے کی ہے یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے رب نے آپ کو گم راہ لوگوں کے مابین پایا یعنی دور جاہلیت اور بت پرستی کے زمانے میں پایااور ہدایت دی۔ بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کے رب نے آپ کو تلاش حق میں سرگرداں پایااور ہدایت عطا فرمائی آپ نبوت ملنے سے پہلے ملت ابراہیمی اور دین توحید پر تھے اگرچہ دیں ابراہیمی اپنی مکمل صورت میں محفوظ نہیں تھااور یہ ہی شریعت اسلامیہ کا ابھی تک نزول ہوا تھا پس آپ نبوت سے پہلے تفصیلی ہدایت یعنی شریعت اسلامیہ کی تلاش میں سرگرداں تھے اور اس کے لیے غار حرا میں قیام کے دوران میں ابراہیمی کی باقیات کے مطابق عبادت فرمایا کرتے تھے۔

گیارہواں اعتراض

سپرنگا کا کہنا ہے کہ ہمیں یہ یقین کرلینا چاہیئے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی غار حرا میں زید سے ملاقات ہوئی ہو گی جو دین حنفیت پر تھے انہوں نے ہی پیغمبر اسلام کے ذہن میں ایک خدا کا تصور ڈالا ہو گا اور ان کی اس طرف رہنمائی کی ہو گی کہ وہ سابقہ آسمانی کتابوں تورات اور انجیل کا مطالعہ کریں۔

جواب :

ہماراجواب یہ ہے کہ اس بات کی کوئی دلیل سپرنگا کے پاس نہیں ہے اور ہو گی بھی کہاں کہ غار حرا میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات زید سے ہوئی اور پھر زید نے آپ کی ایک نئے دین کی طرف رہنمائی کی ہو گی اسی لیے تو قرآن مجید ان لوگوں کے بارے میں

کہتاہے۔

وَمَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ الا يظنون(24:45:الجاثیۃ)

ان کے پاس ان کے دعوی کی کوئی علمی دلیل نہیں ہے یہ محض انکل بچو سے کام چلاتے ہیں۔

بارہواں اعتراض

مستشرقین کا کہنا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اپنا زیادہ تر وقت غار حراء میں گزارتے تھے اور مکہ میں کبھی کبھی آتے تھے مسلسل مراقبوں کی وجہ سے انہیں شکوک وشبہات نے گھیر لیا اور ایک دن انہوں نے یہ خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ انہیں کہہ رہا ہے کہ آپ پڑھیں "[۱۱]

جواب :

ہماراجواب یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ کہنا قطعی طور پر غلط ہے کہ آپ اپنے اوقات کا اکثر حصہ غار حراء میں گزارتے اور مراقبہ کرتے تھے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بیان کے مطابق آپ نبوت ملنے سے پہلے سال میں صرف ایک مہینہ غار حراء میں قیام کرتے تھے[۱۲]

بعض سیرت نگاروں کے مطابق آپ نے اپنی عمر کے اڑتیسویں سال سے اس کا آغاز کیا اور چالیسویں سال میں جس مہینے آپ نے قیام فرمایا پس وہ رمضان کا مہینہ تھا اور یہ تیرا سال تھا کہ جس میں آپ نے غار حراء میں قیام فرمایا پس اپنی عمر کے چالیسویں برس تک آپ کا غار حراء میں کل قیام محض تین ماہ کا تھا۔ غار حرا کے قیام کے تیسرے سال حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوئے۔ اسی طرح جب پہلی وحی کے نزول کے بعد حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس تشریف لائیں تاکہ معلوم کریں کہ معاملہ کیا ہے تو ورقہ نے اس بات کی تصدیق کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے دیکھا ہے وہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس تشریف لایا تھا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ورقہ بن نوفل نے نہ صرف اُس کے حق ہونے کی تصدیق کی بلکہ یہ بھی پیشین گوئی کی کہ آپ کی قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے گھر سے نکال دے گی اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ کاش وہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ سلام کر سکیں عالم دین تھے یہ ورقہ بن نوفل وہ عیسائی عالم جو دین عیسائیت دی میں کوڑھے ہوئے تھے اور انجیل کو اپنے ہاتھ سے عربی زبان میں لکھتے تھے[۱۳]

تیرہواں اعتراض

سپرنگانے آپ کی ذات پر یہ الزام لگایا ہے کہ پیغمبر اسلام کے بارے میں یہ کہنا کہ نرم دل تھے درست نہیں ہے "بقول آپ اتنے سخت دل تھے کہ انہوں نے ایک قبیلے کے بعض لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر انہیں کھلے میدان میں دھوپ میں پھینک دیا اور وہ بھوکے پیاسے مر گئے۔[۱۴]

جواب :

ہمارا جواب یہ ہے کہ اس اعتراض کی حقیقت یہ ہے کے عکل اور عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ آپ کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی انہیں مدینہ کی آب وہوا راس نہ آئی اور ان کے پیٹ خراب ہوگئے۔ آپ نے انہیں مدینہ سے باہر بیت المال کے اونٹوں کی ایک چراگاہ میں بھیج دیا ایک روایت کے مطابق یہ آٹھ کے قریب افراد تھے انہوں وہاں قیام کیا تو صحت مند ہوگئے انہوں نے صحت یاب ہونے کے بعد اس چراگاہ کے نگران صحابی کو اس طرح بے دردی سے قتل کیا کہ ان کی آنکھوں ان میں لوہے کی گرم سلاخیں بھریں انہیں بھوکا پیاسا چھینک دیا اور بیت المال کے اونٹ ہانک کر بھگالے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ نے ان کے پیچھے تقریبا بس صحابہ کی ایک جماعت کو بھیجا صحابہ نے انہیں پکڑا اور مدینہ لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی کا قصاص لیتے ہوئے اور بیت المال کے اونٹوں کی لوٹ مار کی سزا کے طور انہیں قتل کرنے کا حکم دیا اور اُسی طرح قتل کرنے کا حکم دیا جس طرح انہوں نے چراگاہ کے نگران صحابی کو قتل کر دیا تھا۔(۱۵)

شکل اور عربیہ قبیلے کے ان لوگوں کے اس جیسے افعال کو قرآن مجید نے بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علی وسیلہ سے جنگ فساد فی الارض اور دہشت گردی قرار دیا ہے اور اس قسم کے جرائم کے لیے ایسی ہی سخت سزا بیان کی ہے۔

حوالہ جات

1) ایڈروڈ گبن، دی ڈیکلائین اینڈ فال رومن امپائرج / 5 ص225 ڈینٹ اینڈ سنز لندن۔

2) علامہ محمد احسان الحق سلیمانی ،رسول ص 603 مقبول اکیڈمی لاہور۔

3) الازہری پیر محمد کرم شاہ علامہ عبدالرسول ارشد، ضیاالنبی ﷺ جلد 2، ص 199 ، ضیاالقرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور۔

4) محمد اینڈ اسلام، ص ۲، ص ۲۲۴

5) قاضی محمد سلمان منصور پوری، رحمۃ اللعلمین جلد / 2 / ص ۱۲۷ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور –

6) قاضی محمد سلمان منصور پوری، رحمۃ اللعلمین جلد / ۲ ص ۱۲۹ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور.

7) منٹگمری واٹ، محمد ایٹ مکہ ص42 اینڈ نبرا یونیورسٹی پریس۔

8) از ہیری پیر محمد کرم شاہ ضیاء القرآن ج / 5 / ص ۳۳۱ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

9) از ہیری پیر محمد کرم شاہ ضیاء القرآن ج / 5 / ص ۳۳۲ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

10) از ہیری، محمد کرم شاہ علامہ عبدالرسول الرشد، ضیاء النبی، ج / 2 ص ۱۹۲ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ لاہور

11) لائف اف محمد ص95

12) ابن ھشام، عبد الملک الحمیری، السیرۃ النبویۃ، ج / ۱ / ص ۲۳۵ مطبوعہ مصطفی البابی الحلبی مصر –

13) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ وسننہ وایا مہ ج ۱ / ص ۷ مطبوعہ دار طوق النجاۃ –

14) لائف اف محمد ص 91

15) مسلم بن حجاج، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل. الی رسول اللہ، ج / 3 / ص ۱۲۹۶ تا ۱۲۹۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔

OPEN ACCESS